Journal of Islamic Civilization and Culture (JICC)

JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION AND CULTURE(JICC)

Volume 3, Issue 1 (Jan-June, 2020)
ISSN (Print):2707-689X
ISSN (Online) 2707-6903
Issue: http://ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/8
URL: http://ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/article/view/86/98
Article DOI: https://doi.org/10.46896/jicc.v3i01.86

Title Research Review of the Tolerance of Muslims with Non-Muslims in Spain and its Impacts

Author (s): Rooh Ullah, Dr. Mushtaq Ahmad

Received on: 29 June, 2019
Accepted on: 29 May, 2020
Published on: 25 June, 2020

Citation: Rooh Ullah and Dr. Mushtaq Ahmad, "Construction: Research Review of the Tolerance of Muslims with Non-Muslims in Spain and its Impacts," JICC: 3 no, 1 (2020): 94-110

Publisher: Al-Ahbab Turst Islamabad

Islamic Research Index
HEC Approved Research and Indexing Agency
INTERNATIONAL Scientific Indexing
ALMANHAL
ASIAN Research Index
Crossref
Click here for more

سپین میں مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور اس کے اثرات کا تحقیقی جائزہ

Research Review of the Tolerance of Muslims with Non-Muslims in Spain and its Impacts

روح اللہ*

ڈاکٹر مشتاق احمد**

Abstract:
Islamic ideology is the basis and source of Islamic state, which sets out the rights of Muslims as well as the Dhimmis. Islam teaches the tolerance and fairness to non-Muslims citizens. Islam gives the non-Muslims religious freedom. Quran says, “There is no compulsion in Faith”. Prophet Muhammad (P.B.U.H) says, “If anyone wrongs a Mu'ahid, detracts from his rights, burdens him with more work than he is able to do, or takes something from him without his consent, I will plead for him on the Day of Resurrection”. Arab Muslims conquered Spain in 711 A.C. The Muslims defeated Christians there, while the Jews also existed there. When the Muslims (Moors) conquered this country, they behaved and treated the people here with fairness and tolerance. The tolerance of Muslims has had a profound impact on non-Muslims and the environment here. Many of non-Muslims converted to Islam with their own consent. Muslims gave them full enfranchise to worship according to their own religion; the priest did not need to hide their religious status. Muslim Spain had complete freedom of education which led to students coming from other countries for pursuit education. Non-Muslims adopted culture, living style and ways to dress of Muslims. They learned Arabic and began to read poetry in Arabic. Arabic literature translated into Hebrew and Latin by non-Muslims. In Muslim Spain there was freedom of expression. The Jewish scholar Ibn Naghrila spoke on the beliefs of Muslims under the Muslim rule in Spain.
Hasdai ibn Shaprot (d.970) established a madrasa for Jews in Cordova to teach the Holy Scripture and Talmud. Katie Magnus (d.1924) says, “Like a dream in the night – Life in Spain”. Due to the tolerance of Muslims, Europeans became aware of civilization and from that time renaissance began. Muslims behaved non-Muslims with tolerance, contrary to non-Muslims, while they overcome on Muslims, wherever their attitude with Muslims is always regrettable. With the fall of the Muslim’s empire, Spain fell into the darkness of ignorance. Stanley lane-Poole (d.1931) says, “The Moors were banished, for a while the Christian Spain shone, like the Moon, with a borrowed light, then came the eclipse, and in that darkness Spain grovelled ever since”.
Keywords: Spain, Muslims, Non-Muslims, Tolerance, Impacts.

---

* پی ایچ۔ڈی ریسرچ سکالر، شعبۂ اسلامیات جامعۂ پشاور

** ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنس جامعہ قرطبہ پشاور

مقدمہ

اسلامی معاشرے کا منبع نظریہ اسلام ہے جو انفرادی واجتماعی زندگی سے لے کر قانون سازی، دستور حکومت اور مقامی وبین الاقوامی تعلقات تک رہنمائی فراہم کرتا ہے۔اسی طرح غیر مسلم شہریوں یعنی ذمیوں کے ساتھ رواداری اور عدل کا درس دیتا ہے۔اسلام نے غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی دی ہے، "لا اکراہ فی الدین"[1]، "افأنت تكره الناس حتى يكونوا مؤمنين"[2] اسی طرح قرآن نے مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے روکا ہے، "ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله"[3]۔احادیث میں غیر مسلموں پر ظلم کرنے اور ان کے مال میں ناجائز تصرف سے منع کیا گیا ہے، "الا من ظلم معاهدا او انتقصه او كلّفه فوق طاقته او اخذ منه شيئا بغير طيب نفس، فانا حجيجه يوم القيامة"[4]۔اسی طرح ذمی کی جان کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے، "من قتل معاهدا فى غير كُنهه حرّم الله عليه الجنة"[5]۔چونکہ اسلامی ریاست کا مقصد ملک گیری، اقتدار کی ہوس اور مفتوح قوم کا استیصال نہیں ہے بلکہ اسلامی ریاست کا مقصد ظلم و جبر کی بیخ کنی، عدل وانصاف کی فراہمی، انسانی فلاح اور خدائی سلطنت کا قیام ہے۔جس کو ربعی ابن عامر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے، "الله ابتعثنا لنخرج من شاء من عبادة العباد الى عبادة الله ومن ضيق الدنيا الى سعتها ومن جور الاديان الى عدل الاسلام"[6]

سپین کی تاریخ

اسپین(Spain)، جنوب مغربی یورپ کے آخری سرے کا ایک جزیرہ نما ملک ہے جو عرب مؤرخین کے ہاں الاندلس یا ہسپانیہ کے نام سے معروف ہے، جو 711 تا 1492ء تک مسلمانوں کے زیر تسلط رہا۔تاریخی اعتبار سے اس خطہ کو سب سے پہلے یونانیوں نے ایبریا (Iberia) کے نام سے پکارا تاکہ اسے ایک یونانی قوم ایبری(Iberi) کی طرف منسوب کیا جاسکے۔اسے رومی سلطنت کے بجانب غرب واقع ہونے کی وجہ سے ہسپانیہ کا نام دیا گیا[7]۔طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے جو قوم اس خطے میں آکر آباد ہوئی اس کا نام "اندلش" تھا، عربوں نے "ش" کو "س" میں تبدیل کرکے اس کا نام اندلس رکھ دیا[8]۔عربی، انگریزی، ہسپانوی، پرتگیزی، اراغونی اور بربری زبانوں میں حروف اور اعراب کے اشتقاقی صورتوں کے اختلاف کے ساتھ اس کا نچوڑ اندلس ہی ہے۔اس کا اطلاق بحر متوسط کے اس جنوب مغربی اور شمال مغربی خطے پر ہوتا ہے جو آٹھویں صدی عیسوی میں پندرھویں صدی عیسوی تک خلافت بنوامیہ اور دیگر مسلم حکمرانوں کے ماتحت رہا[9]۔عرب روایات کے مطابق اندلس کے اندر قدیم زمانہ سے آئی بیری، فرینک اور قوطی (گوتھ) وغیرہ قوموں نے مختلف تاریخی مراحل میں اپنی آبادیاں قائم کیں[10]۔پانچویں صدی عیسوی میں ایک نئی قوم گاتھ آئی جس کو عرب "قوط" کا نام دیتے ہیں۔قوطیوں یعنی قوم گاتھ کا قافلہ بحر اسود کے شمالی ساحل دریائے نیپر کے نواح سے اٹھ کر

یونان، اٹلی اور فرانس سے گزرتا ہوا 414 عیسوی کو اندلس میں داخل ہوا اور 419ء تک انہوں نے یہاں قائم شیوانی اور الانی کی حکومتوں کو ختم کر کے اپنی حکومت قائم کی اور یوں اندلس یعنی اسپین اور فرانس میں دریائے لوائر (Loir) تک وہ بلا شرکت غیرے حکمران بن گئے[11]۔ پھر 429ء میں شمالی افریقہ کی ایک قوم واندال نے آکر قوطیوں پر حملہ کر دیا اور ملک کے ایک حصہ پر چند روزہ حکومت قائم کر لی لیکن ابھی بیس برس کا زمانہ بھی نہ گزرا تھا کہ قوطیوں نے انہیں دوبارہ افریقہ چلے جانے پر مجبور کر دیا[12]۔ گرچہ یہاں پر انہوں نے زیادہ عرصہ نہیں گزارا لیکن اس مدت قلیل کے لیے آئی ہوئی قوم نے اپنا نام اس ملک پر ہمیشہ کے لیے ضرور ثبت کر دیا۔ اپنے نام سے اس ملک کا نام واندلیکیہ یا واندالیشیہ رکھ دیا[13]۔ جو بعد میں واندلیسیہ، واندلسیہ، واندلس اور آخر میں اندلس سے تاریخ نے محفوظ کر لیا۔ گوتھوں نے یہاں پر قریباً تین سو سال تک حکومت کی کہ ان ہی کے زمانہ حکومت میں عرب مسلمانوں نے 711ء (92ھ) میں آکر اندلس پر قبضہ کر کے ان کی حکومت کا خاتمہ کیا اور اپنی حکومت قائم کر لی[14]۔ اور آخر کار 3 ربیع الاول 897ھ بمطابق 2 جنوری 1492ء[15] کو عیسائی فوجیں غرناطہ میں داخل ہوئیں اور قلعے کے برج پر سے اندلسی جھنڈا اتار کر اس کی جگہ اپنا جھنڈا لگا دیا[16] اور آخر کار مسلمانوں کی وہ شان عظمت جاتی رہی جو آٹھ سو سال تک یہاں قائم رہی[17]۔ عیسائیوں نے خوشی کے نعرے بلند کیے اور فرڈی ننڈ بمع ملکہ ازابیلا نہایت تزک واحتشام سے غرناطہ میں داخل ہوئے[18]۔

سپین میں مذاہب

مذہبی حوالے سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے دخول سے قبل اندلس میں تین مذاہب بت پرستی، عیسائیت اور یہودیت پائے جاتے تھے۔ ان تینوں میں عیسائیت کو غلبہ حاصل تھا کیونکہ یہاں کی حکمران۔ قبل ازیں یہ لوگ بت پرست تھے، جب چوتھی صدی عیسوی میں بائبل کا ترجمہ گاتھک زبان میں کیا گیا تب سے اس قوم کی میلان اور رغبت مسیحیت کی طرف ہونے لگی۔ قوم گاتھ نے چوتھی صدی عیسوی میں عیسائیت قبول کر لی تھی[19]۔ ان میں سے جو رہ گئے تھے انہوں نے 496ء میں آئی کلووس کے عیسائی بننے پر اور پھر 510ء میں مسیحی فرینک کی بادشاہت پر عیسائیت قبول کر لی[20]۔ جب گاتھ خاندان نے یورپ کا لمبا سفر کیا تو انہوں نے عیسائیت کی آرینوسی[21] فکر کو اپنایا مگر اسپین اور روم کے آبادی کا تعلق کیتھولک فکر سے تھا۔ دونوں فکروں میں ایک صدی کی تناؤ کے بعد گاتھ بادشاہ ریکارد Reccared (م 601ء) نے دونوں کے درمیان صلح کروائی اور اسی طرح رومن کیتھولک سپین کا سرکاری مذہب بنا[22]۔ عیسائیت قبول کرنے کے بعد بھی ان کی حالت نہیں سدھری اور اب مذہب کی آڑ میں ان کو معصیت کا جواز ملا۔ شراب نوشی، حرام کاری اور اسی طرح یہودیوں کے خلاف نا

شائستہ حرکات روا رکھنا، ان تمام بداخلاقیوں کا کفارہ چرچ کے پادری کے سامنے صرف اپنے گناہوں کا اقرار کرنا تھا۔ پہلے وہ بتّوں کی پوجا کرتے تھے، اب اس کی جگہ حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کی تصاویر نے لے لی تھی[23]۔ مسلمان جب سپین میں داخل ہوئے تو اس وقت سپین میں صرف دو مذاہب موجود تھے، مسیحیت اور یہودیت۔ چونکہ یہودی اقلیت میں تھے اور صاحب اقتدار بھی نہیں تھے۔ اسی طرح یہودیوں کے ساتھ مسیحیوں کے تعلقات بھی خوشگوار نہ تھے، چنانچہ مسلمانوں کا واسطہ عیسائیوں سے پڑا[24]۔

غیر مسلموں کے ساتھ رواداری

مسلمان جب سپین میں وارد ہوئے تو سپین میں مسلمانوں نے غیر مسلموں کے ساتھ وہی سلوک اور رواداری کا معاملہ کیا جس کا اسلام روادار ہے۔ مفتوح اقوام کو ہر قسم مذہبی اور معاشرتی آزادی دے دی اور ان کے جان ومال کی حفاظت کی۔ جنگ کی وجہ سے بعض لوگوں نے اپنے علاقے چھوڑ دئے تھے اور وہ دوسری مسیحی سلطنتوں میں چلے گئے تھے۔ جب انہوں نے اپنے دوسرے ہم مذہب لوگوں کو مسلمان حکومت کے زیر سایہ خوش حال اور پر امن دیکھا تو وہ سب واپس آکر دوبارہ ان علاقوں میں آباد ہوئے، جن کو وہ ترک کر چکے تھے[25]۔ انہوں نے نہ صرف اندلس کے شہروں کو فتح کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اہل اندلس کے دلوں کو بھی فتح کر لیا اور یہی وجہ تھی کہ یہ لوگ نہ صرف مسلمانوں کی فوج میں بھرتے ہونے لگے بلکہ جوق در جوق مسلمان بھی ہونے لگے۔ مسلمانوں کے اخلاق نے انہیں ایسا مطیع کر لیا کہ انہوں نے اپنی جانیں تک مسلمانوں کو وقف کر دی تھیں اور اب یہ جو بھی کام ان سے لینا چاہتے تھے، وہ لے سکتے تھے۔ چونکہ مسلمانوں سے قبل یہاں کے باشندوں پر بہت ظلم ڈھایا جاتا تھا، ان لوگوں کو پادریوں کے اقتدار اور بے جا مذہبی حکومت اور ان کا اپنے آپ کو مافوق الفطرت مخلوق سمجھ کر دوسروں سے طاقت کے ذریعے کام نکلوانا اور مال چھیننا بہت ناگوار ہوتا تھا، اس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے یہاں کے باشندوں کے ساتھ بہت نرمی کا برتاؤ دکھایا اور مساوات، عدل، اخوت اور اخلاق حسنہ سے ان لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ انہیں اسلام قبول کرنے میں اپنی روحانی، اخلاقی اور معاشرتی ترقی نظر آئی۔ بہت سے امراء وشرفاء بھی اس لیے اسلام میں داخل ہونے لگے کہ ان کے ساتھ بھی سابقہ حکمرانوں کی طرح ظلم کا سارویہ روا نہیں رکھا گیا بلکہ عام لوگوں کی طرح انہیں بھی آزاد چھوڑ دیا گیا۔ جس سے یہ لوگ متاثر ہوئے اور اسلام میں جوق درجوق داخل ہوئے۔ غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کی رواداری اور فیاضانہ سلوک، ان کے اعلیٰ کردار اور کریمانہ اخلاق، راست بازی اور تقویٰ وطہارت نے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا۔ ظاہر ہے کہ مسلمان جہاں بھی گئے وہاں ظلم

وجہالت کی گھٹاٹوپ اندھیرا تھا، اور لوگ بندوں کی غلامی میں جکڑے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے حق وصداقت کے دیے جلا کر لوگوں کو فطری آزادی دی جس سے انسانوں کو ایک اندرونی خوشی ملنے لگی اور یہ خود اس طرف کھینچے چلے گئے۔ مسلمانوں کی آمد کے وقت عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی، مسیحیوں نے مسلمانوں کی رواداری اور عدل وانصاف سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا اور مسلمانوں کی آمد کو اپنے لئے ضرورت جانا کہ انہیں چرچ کے شکنجے سے نجات ملی[26]۔ مسیحی عوام مسلمانوں سے بہت زیادہ خوش تھے اسی لیے تو انہوں نے اسلام کو قبول کرنے میں دیر نہیں کی اور ایک کثیر تعداد نے اسلام قبول کر کے اس کی حقانیت کا ثبوت دیا۔ کیونکہ مسلمان تو اندلس میں چند ہزار کی تعداد میں داخل ہوئے تھے۔ اندلس میں تین قسم مسلمان تھے؛ ایک، عرب مسلمان، دوم بربر مسلمان اور تیسرے نو مسلم لوگ تھے جن میں زیادہ تر مسیحیت سے اسلام میں آئے تھے اور یہ کسی قسم کی زبردستی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے اخلاق کی وجہ سے کیونکہ اسلام میں کسی کو کوئی بھی زبردستی اسلام میں نہیں لا سکتا یعنی اس پر زبردستی نہیں کر سکتا۔ اور اس با ت کا اعتراف وہ خود کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے جس اعلی اخلاق کا اندلس میں مظاہر ہ کیا، یقیناً اس طرح اخلاقیات کا مظاہرہ نہ اس سے پہلے دیکھنے کو ملا اور نہ اس کے بعد اور کیوں نہ ایسا ہوتا کہ اسلام کی بہت ساری خوبیوں میں سب سے بڑی خوبی اخلاق ہی تو ہے جس سے غیر مسلم ہمیشہ متاثر ہوئے اور اسلام میں داخل ہوئے۔ اسلام کی پوری تاریخ اس سے بھری پڑی ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں تلوار کا استعمال بھی ہوا جب کبھی ضرورت پڑی لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ اسلام نے نہ صرف ملک فتح کیے بلکہ لوگوں کے دل بھی فتح کیے اور ظاہر ہے کہ دلوں کو فتح کرنے والا دین ہمیشہ اسلام ہی رہا ہے۔ کیونکہ کوئی ملک اسلام کے زیر نگیں ہو کر کسی کو زبردستی مسلمان ہونے پر ہرگز مجبور نہیں کرتا بلکہ اسلام ہر ایک کو اپنے مذہب پر رہنے کی اجازت دیتا، تاہم جب لوگ مسلمانوں کے رویوں، اخلاقیات اور معاملات کو دیکھتے تو از خود اس طرف راغب ہو کر مشرف بہ اسلام ہوتے تھے اس لیے کہا گیا اور بجا کہا گیا کہ دنیا جہاں میں اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے۔ خود مغربی مؤرخ گوئٹین (Goitein) کے مطابق اسلام کا تلوار کے زور پر پھیلنا بہت پہلے غلط ثابت ہو چکا[27]۔

مسلمانوں کی اسی مذہبی آزادی کی وجہ سے سپین کی ابتدائی تاریخ میں کسی کو زبردستی مسلمان بنانے یا اس پر کسی بھی لحاظ سے مذہبی تعصب کی اساس پر تشدد کا کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ عیسائی اپنی پر عمل کرنے میں بالکل آزاد تھے، ان کو کوئی بھی روکنے ٹوکنے والا نہ تھا۔ بے خوف اپنے گرجوں میں عبادت کرتے تھے، لوگوں کو وعظ کرتے اور خطبے سناتے تھے اور اپنے تمام مذہبی تہوار آزادی کے ساتھ، بغیر کسی قدغن کے حسب معمول مناتے

تھے۔ اسی طرح راہبوں کو اپنی مذہبی منصب کی علامت چھپانے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ وہ اپنی مذہب کی مخصوص لباس پہن کر باہر نکلتے تھے۔ نہ ہی مذہب کی بنیاد پر سرکاری عہدوں سے محروم کئے جاتے تھے[28]۔ اسی طرح مسیحیوں کی معابد کو نقصان سے بچانے کے لئے مسلمانوں نے ان عبادت گاہوں کی حفاظت کی اور ان کے اخراجات کے لئے جاگیریں عطا کیں تاکہ وہ اپنے اخراجات میں خود کفیل ہوں کسی کے بھی محتاج نہ ہو[29]۔

مسلمانوں نے سپین میں تعلیم عام کر دی تھی اور ان کے لئے تمام علوم وفنون کے دروازے کھول دئے تھے۔ ہر شخص تعلیم حاصل کر سکتا تھا اور جہاں چاہتا تعلیم حاصل کر سکتا تھا، اس پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ اس سے پہلے پورا یورپ جہالت میں ڈوبا ہوا تھا۔ علم صرف مذہبی کتابوں تک محدود تھا، صرف پادری اور مذہبی پیشوا انجیل پڑھ اور لکھ لیتے تھے۔ عوام کو علم حاصل کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ اگر کوئی ایسی غلطی کرتا تو پوپ اس پر جبر کرتا، یہاں تک کہ اس کو مذہب سے نکال دیتا تھا[30]۔ جامعہ قرطبہ میں منطق، فلسفہ، طب، ریاضی، فلکیات، قانون، تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی، جس میں مسلمان طلباء کے علاوہ، فرانس، اطالیہ، جرمنی اور انگلستان کے طلباء بھی عرب علماء سے تعلیم حاصل کرتے تھے، مسیحیت کے بڑے عالم اور پیشوا پاپائے روم سلوستر ادوم Sylvester (م 1003ء) نے بھی اس جامعہ سے تعلیم حاصل کی تھی[31]۔ سپین میں مسلمان علماء سے جب تحصیل علم کے بعد غیر مسلم طلباء واپس اپنے ملکوں میں جاتے تھے تو ان کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یورپ کے علماء اس بات پر فخر کرتے تھے کہ وہ عربوں کے شاگرد ہیں[32]۔

مسلمانوں کا نظام تعلیم عربی میں تھا اور تمام علوم وفنون زبان عربی میں تھے، اس لئے عیسائیوں نے اپنی زبان ترک کر دی تھی اور نہایت محنت اور توجہ سے عربی زبان سیکھتے تھے اور اس میں نظم ونثر لکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ پادری اپنے ہم مذہب لوگوں اور جوانوں کی یہ حالت دیکھ کر افسوس کرتے رہتے تھے۔ اس لئے یولو جیس Eulogius (م 857ء) جو ایک پادری تھا، نہایت تعصب اور افسوس کے ساتھ کہتا ہے کہ عیسائی کلام مقدس اور اپنے بڑوں کے کلام کے بجائے عربی زبان سے لطف اندوز ہو رہے ہیں، نئی نسل صرف عربی جانتی ہے اور وہ مسلمانوں کی کتابیں رغبت سے پڑھتے ہیں[33]۔

مسیحیوں نے یہودیوں پر جس قدر سختی کا سلوک روا رکھی تھی، اس کے برعکس جب مسلمان آئے، تو مسلمانوں نے یہودیوں کے ساتھ مسیحیوں والا رویہ روا نہ رکھا بلکہ انہیں عزت دی جیسا کہ تمام تر مؤرخین نے لکھا ہے کہ مسلمانوں نے جب قرطبہ شہر فتح کیا تو اسے یہودیوں کے حوالے کیا۔ اب ظاہر ہے کہ مسلمان جنہیں یہ بخوبی معلوم تھا کہ یہودی کبھی ان کے دوست نہیں ہو سکتے لیکن پھر بھی انہوں نے انسانی ہمدردی اور مساوات کا

سلوک روا رکھتے ہوئے یہودیوں کو مسیحیت کی چنگل سے آزادی دی اور یہودی گو تھ پادریوں کے ظلم سے بچ گئے تھے۔ اس لیے جب مسلمان اندلس میں داخل ہوئے تو انہی یہودیوں نے نہ صرف مسلمانوں کو خوش آمدید کہا بلکہ ان کی ہر طرح کا تعاون بھی کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسلامی فتوحات کے دوران یہودی شہر لیوسینا (Lucena) کے دروازے مسلمانوں کے لئے کھول دئے تھے[34]۔ کیونکہ انہیں خوب معلوم تھا کہ مسلمان ہرگز زیادتی کرنے والے نہیں بلکہ یہ انصاف کرنے والے ہیں۔ ان کی اسی معاونت سے مسلمانوں نے بآسانی اندلس پر فتح پالیا۔ گوئٹین (Goitein) کے مطابق مسلمانوں کے فتوحات یہودیوں کے لیے اچھا شگون ثابت ہوا کہ اس سے پہلے یہود، مسیحی چرچ کے زیر سایہ معاشرے کے نکمے اور ناکارہ لوگ گردانے جانے جاتے تھے لیکن مسلم لاء نے یہود اور عیسائی میں کوئی امتیاز روا نہ رکھا[35]۔

مسلمان دور حکومت میں یہودیوں کو اتنی آزادی دی گئی تھی کہ انہیں اپنی عبادات اور معاملات میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں تھی بلکہ انہیں مکمل آزادی حاصل تھی اور حقیقت یہ ہے کہ جب کسی مظلوم کو قید سے آزاد کیا جاتا ہے تو اسے کیونکر خوشی حاصل نہ ہوگی۔ اس کا اعتراف خود یہودی کرتے ہیں کہ انہیں اندلس میں مسلم خلافت میں اتنی آزادی ملی تھی کہ وہ خود کو وہاں بالکل محفوظ گردانتے تھے۔ 1890ء کی ایک برٹش یہودی مصنفہ کیٹی میگنس Katie Magnus (م 1924ء) مسلم اسپین میں یہودیوں کے شاندار عہد کے بارے میں انگریزی کا مشہور مقولہ تحریر کرتے ہوئے لکھتی ہیں؛

“Like a dream in the night – Life in Spain”[36]

کیٹی میگنس مزید کہتی ہیں کہ یہی وجہ تھی کہ یہودی لکھاری مسلم اسپین کو شوق سے “An earthly paradise” اور “A garden of Eden” یعنی "دنیاوی جنت" جیسے ناموں سے پکارتے ہیں[37]۔ جس کا یہی مطلب ہے کہ جنتی سہولیات، نعمتیں، آسائشیں اور آزادی انہیں مسلم اسپین میں حاصل تھی، گویا اس کا تصور ان کے لیے ممکن نہیں تھا اور اس کی وجہ بھی ظاہر تھی کہ ان کے ساتھ دنیا بھر میں کیا کیا ظلم وستم کا سلوک روا رکھا جاتا رہا، بالخصوص اسپین کے مسیحیوں نے ان پر زندگی کی ڈور تنگ کردی تھی اور انہیں ایسے موڑ پر لا کھڑا کر دیا تھا کہ وہ سسک سسک کے زندگی گزار رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مسلمانوں سے اس قدر متاثر ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنی مذہبی زبان عبرانی (Hebrew language) کی بجائے مسلمانوں کی زبان عربی (Arabic language) کو ترجیح دی تھی اور وہ اسی مسلم زبان میں تعلیم حاصل کرتے تھے اور اسی زبان میں وہ شاعری کرتے تھے۔ گویا وہ عربی زبان میں رنگ گئے تھے کیونکہ انہوں نے اپنا سارا ادب عبرانی

زبان سے عربی زبان میں منتقل کر دیا تھا[38]۔ان کی کثرت چونکہ المریہ شہر (Almeria city) میں تھی اس لیے یہ وہاں ایسے مزے کی زندگی گزار رہے تھے کہ المریہ کو یہ اپنے لیے جائے نجات کہا کرتے تھے؛

Almeria is a place of Salvation.[39]

سٹین وڈ کوب Stanwood Cobb (م1982ء) کے بقول یہودیوں نے یروشلم کے سقوط کے بعد اتنی امن کی زندگی کبھی بھی نہیں دیکھی تھی جیسے انہوں نے خلافتِ قرطبہ کے تحت دیکھی تھی[40]۔

مسلمانوں نے یہودیوں کو کاروبار حیات کے ہر شعبے میں خوش آمدید کہا۔ مسلمانوں کے اس ہمدردانہ رویے اور سلوک کا سن کر عراق، شمالی افریقہ اور دوسرے ہمسایہ بلاد سے یہودی اندلس کی طرف ہجرت کرنے لگے اور یوں اندلس میں یہودیوں کی تعداد میں خاصہ اضافہ ہو گیا،ان میں اکثر یہودیوں نے قرطبہ، مالقہ اور غرناطہ میں سکونت اختیار کی[41]۔

سپین میں مسلمانوں کے زیر سایہ یہودیوں کے دور کو یہودیوں کا سنہرا دور کہا جاسکتا ہے۔ ریمنڈ پی شینڈلن لکھتا ہے کہ سپین میں یہودیوں کی آبادی عبد الرحمان ثالث کے دور حکومت سے لے کر موحدین کے دور حکومت تک قرون وسطی کا یہودی معاشرہ، دیگر یہودی معاشروں میں جو نمایاں اور ممتاز مقام رکھتا ہے، دنیا بھر میں کسی اور یہودی معاشرہ کی ایسی مثال کسی غیر یہودی اکثریتی معاشرے میں پیش نہیں کی جاسکتی۔ جس میں یہودیوں نے اس قدر معاشرتی حیثیت اور اس قدر مناصب حاصل کی ہوں۔ یہودیوں نے غیر یہودیوں کے ساتھ مل کر جس طرح شاندار ادبی اور ثقافتی ورثے چھوڑے، اس کی مثال اندلس کے بغیر کہیں اور نہیں مل سکتی[42]۔

یہودی جہاں چاہتے تھے، وہاں پڑھ سکتے تھے حتی کہ مسلمانوں کے مدارس میں انہیں پڑھنے کی آزادی حاصل تھی۔ کیٹی میگنس کے مطابق اسپین کے شہروں قرطبہ (Cordova)، غرناطہ (Granada) اور طلیطلہ (Toledo) کے پر ہجوم کالجوں میں مسلمان اور یہودی ساتھ ساتھ پڑھتے تھے یہاں تک کہ کوئی ایک یہودی ایسا باقی نہ رہا جو بائبل کو عبرانی اور خاص کر عربی میں نہ پڑھ سکتا ہو[43]۔

مسلمانوں نے جو آزادی یہودیوں کو دی تھی، اسی آزادی کی بدولت، عبد الرحمان ثالث کے زمانے میں ہی یہودیوں نے علمی اور ثقافتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چونکہ مسلمانوں کی زبان عربی تھی اس لئے یہودیوں نے عبرانی، لاطینی اور یونانی زبان کے ساتھ عربی زبان میں بھی مہارت حاصل کی۔ مسلمانوں نے اپنے دربار کے دروازے صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ ہر ذی علم کیلئے کھول رکھے تھے۔اس لئے جو بھی اہل

علم حضرات تھے، قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہو، مسیحی ہو یا یہودی، ان کو دربار خلافت میں اپنی علمی شان کے مطابق نمایاں مقام ملتا تھا اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور یہ اہل علم اپنی خدمات پیش کرتے تھے۔ حسدائی بن شبر وط (م۔970ء) عبدالرحمان ثالث کا وزیر اور خزانچی ہونے کے ساتھ ساتھ درباری طبیب بھی تھا۔ اسی طرح حسدائی بن شبر وط کو سفارتکاری کی ذمہ داریاں بھی سونپی گئی تھیں[44]۔ حسدائی بن شبر وط کا دربارِ اندلس میں اثر ورسوخ دیکھ کر بلاد عراق کے یہودیوں نے بھی اس طرف آنے کو ترجیح دی اور یوں عراق کے یہودی اندلس چلے آئے۔ حسدائی نے مسلمانوں کی اس نرمی کو دیکھ کا خوب فائدہ اٹھایا اور قرطبہ میں یہودیوں کیلئے کتاب مقدس کی تعلیمات سیکھنے سکھانے اور تالمود کی تعلیمات عام کرنے کیلئے ایک مدرسہ قائم کیا تھا[45]۔ اسی طرح اسپین کے دوسرے شہروں میں بھی تالمود کے سیکھنے سکھانے کا عمل جاری تھا کیونکہ مسلمان کسی کو اپنے مذہب سیکھنے اور سکھانے سے نہیں روکتے تھے۔ مگر جب مسلمانوں کی حالت اسپین میں کمزور ہوئی تو تالمود کے سیکھنے سکھانے کا عمل بھی ختم ہوا۔ سیموئیل ڈیچس Samuel Daiches (م 1949ء) کے مطابق، غرناطہ کے سقوط کے بعد جیسے ہی اسلامی حکومت ختم ہوئی اور کیتھولک حکومت آئی اور یہودیوں کو اسپین چھوڑنے کا حکم دیا گیا اور اسی کے ساتھ سپین میں تالمود سیکھنے سکھانے کا عمل تھا وہ بھی ختم ہوا۔ لیکن اس سے قبل مسلمانوں کے تحت گزرے چھ سو سالوں میں اسپین نے بڑے اعلیٰ پایہ کے یہودی اسکالرز پیدا کئے اور یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ مسلمانوں کے اس دور میں یعنی چھ صدیوں میں تالمود کا مطالعہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہا تھا[46]۔

اسپین میں مسلمان آزادی اظہار رائے کے قائل تھے کہ ہر شخص اپنی رائے کا اظہار کھلم کھلا کر سکتا تھا۔ یہودیوں کے سب سے بڑے عالم یوسف ابن نغریلہ نے علم انہی مسلمانوں سے حاصل کیا۔ مسلمانوں کی اسی آزادی کا نتیجہ تھا کہ اس نے مسلمانوں ہی سے علم حاصل کیا اور ان ہی کی زیر سایہ سلطنت میں رہتے ہوئے ان کے عقائد پر کلام کیا اور ایک رسالہ لکھا۔ جس پر بعد میں ابن حزم نے رد کیا۔ یوسف بن نغریلہ کے علاوہ اس کے دو قریبی رشتہ دار سیموئیل بن نغریلہ (م1055ء) اور یوسف، دربار اندلس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے[47]۔

اس بات کا اعتراف وہ خود کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے اندلس میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا، مسلمانوں کی رواداری کے متعلق ایک مغربی مؤرخ لکھتا ہے کہ، "جب بھی یہودی دانشور کسی رواداری پر مبنی رویے کی تاریخی مثال ٹٹولتے ہیں تو ان کو زمان و مکان کے لحاظ سے قرون وسطیٰ کا مسلم اسپین نظر آتا ہے ان کے خیال میں مسلم اسپین میں ان کو رواداری، سیاسی حیثیت اور معاشرتی و ثقافتی تعامل کے مواقع حاصل ہوئے[48]۔ اس طرح

اخلاقیات کا مظاہرہ نہ اس سے پہلے دیکھنے کو ملا اور نہ اس کے بعد جس میں غیر مسلم خود کو برابر رعایا محسوس کرتے تھے[49]۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آئندہ دو سو سال تک یہودیوں کے اخلاف اسپین میں موجود تھے لیکن ان کی موجودگی، عدم وجود کے زمرے میں آتی ہے کیونکہ اب وہ کیتھولک حکومت کے زیر سایہ بالکل بھی آزاد نہ تھے اور نہ ہی ان کو تعلیم کی آزادی تھی۔اس لئے کیٹی میگنس کہتی ہے کہ بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسپین رفتہ رفتہ مسیحیوں کے ہاتھوں میں چلا گیا[50]۔

لیکن بد قسمتی سے یورپ کے بعض مؤرخین تعصب کی بناء پر حقیقت دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔اس بات کا خود ایک یورپی مؤرخ کھلے الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے بڑے واضح الفاظ میں تفصیل سے کہتا ہے؛

"وہ موروثی تعصب جو ہمیں اسلام اور پیروان اسلام سے ہے، زمانہ دراز سے جمع ہوتا آیا ہے اور ہماری فطرت کا ایک جزو ہو گیا ہے۔ہمارے یہ تعصبات اسی قدر جبلی اسی قدر شدید ہیں جیسے یہودیوں کے تعصبات عیسائیوں سے۔اس موروثی تعصب میں جو ہمیں اسلام کے بر خلاف ہے اگر ہم اس دوسرے تعصب کو شریک کر لیں جسے ہماری کم بخت تعلیم نے سال ہائے دراز سے ہمارے ذہن نشین کر دیا ہے کہ کل قدیم علوم وادب صرف یونان وروم سے منسوب کیا جاتا ہے تو بخوبی ہماری سمجھ میں آجائے گا کہ تمدن یورپ کی تاریخ میں عربوں کے حصہ سے کیوں انکار کیا جاتا ہے۔بعض اشخاص کو اس خیال سے ہمیشہ شرم محسوس ہوتی ہے کہ عیسائی یورپ کی وحشیانہ معاشرت سے نکلنے کا باعث ایک کافر قوم تھی(مسلمانوں کو یہ لوگ چونکہ کافر سمجھتے ہیں اس لیے اس سے مراد اس کی مسلمان ہی ہیں)۔یہ خیال اس قدر دردناک ہے کہ اس سے انکار کرنا بہت ہی آسان ہو جاتا ہے[51]۔انہوں نے مسلمانوں کی زبان عربی کو دو صدیوں سے زیادہ عرصے تک زندہ رکھا اور اسی میں تعلیم جاری رکھی[52]۔

پندرویں صدی عیسوی کے آخر میں مسلمانوں کی سلطنت کی جگہ مسیحیت آئی اور پورا اسپین مسیحیوں کے رحم وکرم پر ہوا، مسلمانوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کی آزادی بھی سلب کی گئی اور علوم وفنون کا دروازہ بند ہوا، کتابیں جلائی گئیں اور اہل علم کو ختم کر دیا گیا۔لین پول نے اپنے کتاب کے آخر میں نہایت افسوس کے تبصرہ کیا ہے، وہ کہتا ہے،

The Moors were banished, for a while the Christian Spain shone, like the Moon, with a borrowed light, then came the eclipse, and in that darkness Spain grovelled ever since[53]

مسلمانوں نے سپین میں ایسے انمٹ نقوش چھوڑے کہ ان کے اخراج کے بعد بھی ان کے اثرات وہاں باقی رہے، جس کا ذکر وہاں کے غیر مسلم مؤرخوں نے واضح الفاظ میں اعتراف کیا ہے کہ یورپ میں زیادہ تر علوم یعنی علم طب، فلسفہ، ریاضی، کلام، کیمیا، طبیعیات وغیرہ علوم وفنون کی بنیاد مسلمانوں نے رکھی۔ اور اگر حقیقی نظر سے دیکھا جائے تو اندلس میں مسلمانوں کا جانا فی الحقیقت یورپ اور اہل مغرب کے لیے کسی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں تھا کیونکہ یورپ ایک تاریک دور میں پڑا تھا، وہ لوگ اگر علم کی روشنی سے واقف ہوئے ہیں تو محض مسلمانوں کی بدولت کیونکہ اس سے پہلے تو وہاں جہالت کی گھٹاٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ تبھی تو رابرٹ بریفالٹ کو کہنا پڑا کہ یورپ کی حقیقی نشاۃ ثانیہ پندرھویں صدی میں نہیں بلکہ عربوں اور موروں کی احیائے ثقافت کے زیر اثر وجود میں آئی۔ یورپ کی نئی پیدائش کا گہوارہ اٹلی نہیں بلکہ ہسپانیہ ہے۔ یورپ تو جہالت اور تنزل کی تاریک گہرائیوں میں پہنچ چکا تھا حالانکہ اسی زمانے میں عربی دنیا کے شہر بغداد، قاہرہ، قرطبہ، طلیطلہ تہذیب اور ذہنی سرگرمی کے روزافزوں مرکز بن چکے تھے، وہیں وہ زندگی نمودار ہوئی کہ جس وقت اس ثقافت کے اثرات معرض احساس میں آئے۔ اسی زمانے سے ایک نئی زندگی کی حرکت شروع ہوئی۔ اس حقیقت کو بارہا پیش کیا جا چکا ہے لیکن بعض لوگوں نے اس سے اعراض کیا ہے اور اس بات کی اہمیت کم کرنے کی ناکام کوشش کی ہے[54]۔ موصوف مؤرخ اس قدر جذباتی ہو جاتے ہیں کہ اہل یورپ کے ان نام نہاد لکھاریوں کو جواب دیتا ہے کہ ہاں یہ حقیقت ہے جس قوم کے لوگوں کو تم لوگ کافر اور کتے کہتے ہو، یورپ اسی (مسلمان) قوم کا شرمندہ احسان ہوا، چاہے اس کو مسیحی مؤرخین مانے یا نہ مانے تاہم یہی حقیقت ہے، باقی یہ جو بھی کہیں گے وہ سب غلط بیانی اور دروغ گوئی پر مبنی ہوگا[55]۔

رواداری کے اثرات

سپین میں مسلمانوں کی غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور ان کو زندگی کے ہر شعبے میں مواقع اور آزادی دینے سے، ان کی زندگی کا پورا رخ تبدیل ہوا۔ مسلمانوں کی رواداری سے، ان کی زندگی، رہن سہن، اخلاق، معاشرت، سوچ وفکر اور سپین پر بہت سے اثرات مرتب ہوئے، جن میں کچھ اثرات یہ ہیں؛

1) **اسلام قبول کرنا:** غیر مسلموں کی مسلمانوں کے ساتھ میل جول اور مسلمانوں کے اچھے اخلاق نے ان کے خیالات پر بڑا اثر کیا۔ مسلمانوں کی اس رواداری کی وجہ سے بہت سے عیسائی مسلمان ہوئے[56]۔

2) **پرسکون زندگی اور بغاوت سے انکار:** عیسائیوں کی معابد اور اور جان ومال کی حفاظت کی وجہ عیسائی بہت پرسکون زندگی گزارتے تھے اور ان کے خیالات میں ایسی جِلا آئی اور امن سے رہنے لگے کہ جب

عبدالرحمن ثانی کے زمانے میں بعض متشدد پادریوں نے اپنے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بغاوت پر اکسایا تو چند ایک کے علاوہ تمام مسیحی آبادی نے انکار کیا[57]۔

3) **بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے مذہب پر عمل کرنا:** مسلمانوں کی غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی دینے کی وجہ سے غیر مسلم اپنے مذہب پر عمل کرتے تھے، ان کو کوئی روکنے والا نہ تھا اور نہ ہی ان کو چھپ کر عبادت کرنے کی ضرورت تھی۔ یہاں تک کہ راہبوں کو اپنی مذہبی منصب کی علامت چھپانے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ وہ اپنی مذہب کی مخصوص لباس پہن کر باہر نکلتے تھے[58]۔

4) **غیر مسلم معابد کا خود مختار ہونا:** مسلمانوں نے غیر مسلم عبادت خانوں کو جاگیریں عنایت کیں، جس کی وجہ سے یہ معابد خود کفیل اور خود مختار ہوئے اور وہ اپنے اخراجات خود پورے کرتے تھے[59]۔

5) **فیصلوں میں خود مختاری:** غیر مسلموں کی اپنی عدالتیں تھیں جن میں وہ آزاد تھے کہ وہ اپنے مقدمات کی سماعت ان میں کریں اور اپنے مذہب کے قانون کے مطابق فیصلے کریں۔ مگر جو جرائم اسلام کے خلاف سرزد ہوتی، ان مقدمات کی شنوائی مسلم عدالتوں میں ہوتی تھیں[60]۔

6) **اخلاق کی درستگی:** سپین میں مسلمانوں کی آمد سے یہاں کے باشندوں میں تہذیب پیدا ہوا اور یہاں کے لوگوں کے اوضاع اور اخلاق درست ہوئے[61]۔

7) **عربی نام رکھنا، ختنہ، کھانے پینے کے آداب، رسم ورواج اور لباس کا مسلمانوں کے طرز پر ہونا:** سپین میں عیسائیوں کا مسلمانوں کے ساتھ میل ملاپ کی وجہ سے ان کی معاشرت میں تبدیلی آگئی، وہ اپنی طرز زندگی میں مسلمانوں کی پیروی کرتے تھے، اکثر عیسائی عربی نام رکھتے تھے، بہت سے ختنے کراتے تھے اور نویں صدی عیسوی تک عام عیسائی برادری تک عربوں کا سا لباس پہنتے تھے[62]۔

8) **تحصیل علم کی آزادی اور بیرون طلباء کی سپین کی جامعات میں آمد:** سپین میں مسلمانوں کی رواداری سے حصول علم میں جو رکاوٹیں چرچ نے کھڑی کی تھیں ان کو ختم کردی گئیں، اس سے پہلے صرف پادری حصول علم کے مجاز تھے۔ مسلمانوں نے ہر شخص کے لئے تحصیل علم کے دروازے کھول دئے۔ جامعہ قرطبہ میں مروجہ تمام علوم کی تعلیم دی جاتی تھی، جس میں مسلمان طلباء کے علاوہ، فرانس، اطالیہ، جرمنی اور انگلستان سے طلباء عرب علماء سے تعلیم حاصل کرنے کے واسطے آتے تھے[63]۔

9) **چرچ سے آزادی اور پادریوں کا اثر زائل ہونا:** مسلمانوں کی سپین آمد سے پہلے نہ صرف یہودی بلکہ خود مسیحی چرچ کے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے، عوام کو جان بوجھ کر جاہل رکھا گیا تھا، مسلمانوں کی آمد سے یہاں کے عوام کو آزادی خیال، حریت طبع ملی اور چرچ اور پادریوں کے شکنجے سے آزادی ملی[64]۔

10) **عربی زبان کی وقعت اور اس میں مہارت حاصل کرنا:** سپین میں مسیحیوں اور یہودیوں نے مسلمانوں کی آمد سے اپنی زبانیں عبرانی، لاطینی اور یونانی زبانوں کے ساتھ عربی بھی سیکھنی شروع کی، یہودیوں نے اپنی مذہبی زبان عبرانی کی بجائے مسلمانوں کی زبان عربی کو ترجیح دی تھی، یہاں تک کہ وہ عربی میں شاعری کرتے تھے۔ مسیحیوں کی نئی نسل اپنی زبان بالکل بھول گئے، ہزار میں سے ایک بندہ مشکل سے ایک آدھ حرف لاطینی کا لکھ سکتا ہوگا۔ وہ مسلمانوں کی کتابیں بہت شوق سے پڑھتے تھے[65]۔ برق کے بقول، اہل یورپ عربوں کے شاندار علوم اور تہذیب سے اس حد تک متاثر ہوئے کہ عربی زبان بولنے اور لکھنے پر فخر کرنے لگے[66]۔

11) **یہودی آبادی میں اضافہ ہونا:** مسلمانوں نے جب یہودیوں کو کاروبار حیات کے ہر شعبے میں خوش آمدید کہا تو مسلمانوں کے اس ہمدردانہ رویے اور سلوک کی وجہ سے عراق، شمالی افریقہ اور دوسرے ہمسایہ بلاد سے یہودی اندلس کی طرف ہجرت کرنے لگے اور یوں اندلس میں یہودیوں کی تعداد میں خاصہ اضافہ ہوگیا، ان میں اکثر یہودیوں نے قرطبہ، مالقہ اور غرناطہ میں سکونت اختیار کی[67]۔

12) **علام وفنون کا عبرانی اور لاطینی میں منتقل ہونا:** یہودیوں اور مسیحیوں کی اپنی زبان عبرانی اور لاطینی تھی لیکن ان کا ذریعہ تعلیم عربی زبان تھی اور انہوں نے عربی میں مہارت حاصل کی تھی، اس لئے انہوں نے علوم وفنون کا عربی سے عبرانی اور لاطینی میں ترجمہ کیا، خاص طور پر طب اور فلسفے کی کتابوں کو عبرانی میں منتقل کرنے میں کافی گرم جوشی دکھائی[68]۔

13) **آزادی اظہار رائے:** سپین میں ایک وقت وہ تھا جس میں مسیحی سلطنت کے زیر سایہ کسی بھی شخص کو چرش کے خلاف اونچا بولنے پر سزا دی جاتی تھی اور پھر ایک وہ دور بھی آیا کہ مسلمانوں کے زیر سایہ اظہار رائے پر کسی قسم کی پابندی نہیں تھی۔ یہودی عالم ابن نغریلہ نے مسلمانوں کے عقائد پر کلام کیا[69]۔

14) **تالمود کی تعلیمات کے سیکھنے اور سکھانے کے لئے مدارس قائم کرنا:** حسدائی بن شبر وط نے مسلمانوں کی نرمی اور علم دوستی اور مذہبی تعلیمات کی آزادی دیکھ کر قرطبہ میں یہودیوں کیلئے کتاب مقدس کی تعلیمات سیکھنے سکھانے اور تالمود کی تعلیمات عام کرنے کیلئے ایک مدرسہ قائم کیا تھا[70]۔

15) **دربار میں اسانی سے عہدہ لینا:** مسلمانوں کے ہاں اہل علم کی قدر تھی، اس لئے دربار میں کسی کو صرف مذہب کی بنیاد پر رد نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ جس کی جو قابلیت تھی اسکی بنیاد پر اس کو عہدہ ملتا تھا۔

16) **ملک گیری اور توسیع سلطنت میں آسانی:** مسلمان جب کسی علاقے کو فتح کرتے تھے اور مقامی لوگوں سے جس طرح رواداری کا معاملہ اور سلوک کرتے تھے، تو ان کی خبریں ارد گرد کے دوسرے علاقوں تک پہنچتی تھیں۔ ان علاقوں کے یہود و نصاریٰ چونکہ اپنے حکمرانوں کے ظلم و جبر سے نالاں تھے، اس لئے جب مسلمان ان علاقوں کا رخ کرتے تو اکثر رعایا مزاحمت نہیں کرتے تھے، جس کی وجہ سے مملکت کی حدود میں توسیع ہوتی تھی۔

17) **یورپ کی نشاۃ ثانیہ:** مسلمانوں کی تہذیب کو نزدیک سے دیکھ کر اہل یورپ تہذیب و تمدن سے روشناس ہوئے اور مسلم سپین یورپ کی نشاۃ ثانیہ کا سبب بنا۔

خلاصہ

اسلامی ریاست کی بنیاد عدل و انصاف اور رواداری پر استوار ہے اور اس میں ہر حیثیت کے انسان کے لئے واضح حقوق اور قوانین وضع کئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کی سپین میں آمد کمزور رعایا کی دادرسی اور ظالموں کے ظلم و استبداد کا خاتمہ کرنا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کی سپین آمد اور یہاں اسلامی ریاست کی بنیاد، نہ صرف سپین کے کمزور و مظلوم طبقے کے لئے رحمت خداوندی تھی بلکہ یہاں کے ظالم و جابر حکمران، جاگیر دار اور چرچ کے ظالمانہ قوانین کے لئے قہر خداوندی تھی۔ سپین میں نہ صرف یہودی بلکہ خود مسیحی رعایا بھی عیسائی آقاؤں سے نالاں تھے۔ جب مسلمان یہاں وارد ہوئے تو انہوں نے یہاں کے رعایا سے رواداری کا معاملہ کیا، جس سے ان کی زندگیوں سے اندھیرے چھٹ گئے۔ مسلمانوں نے ان کو ہر قسم آزادی دے دی۔ اسی آزادی، عدل و انصاف اور رواداری کی وجہ سے، سپین کے رعایا اور ماحول پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے اور یہاں کی رعایا نے خوب استفادہ کیا۔ اکثر لوگ اسلام میں داخل ہوئے، اور داخل ہونا نہ چاہتے تھے تو ان پر کوئی زبردستی نہ کی گئی۔ مسلمانوں نے غیر مسلموں کو مذہبی آزادی دی تھی جس کی وجہ سے ان کے لئے اپنے مذہب پر عمل کرنا اور اپنی مذہبی تہوار اپنے وقت پر کرنے میں کوئی دقت نہ تھی۔ اسی طرح تعلیم پر کلیسائی قدغن سے آزادی مل کر غیر مسلم نہ صرف دینیات بلکہ مروجہ تمام علوم وفنون حاصل کرنے لگے۔ جان و مال کی اسلامی ریاست کی حفاظت کی وجہ سے غیر مسلم بغیر کسی خوف کے تجارت کرتے اور سرمایہ کاری کرتے تھے۔ پر امن فضا قائم ہوئی، پادریوں کی بہکاوے

میں آکر غیر مسلم رعایا بغاوت نہیں کرتے تھے۔ غیر مسلموں کی طرز معاشرت تبدیل ہوئی۔ یہی سے یورپ کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا اور اہل یورپ تہذیب و تمدن کی راہ پر گامزن ہوئے۔

حواشی و مصادر

References

1. Al Baqara: 256
2. Al Younas: 99
3. Al Ana'am: 108
4. Suliman bin A'ashath, Abu Dawood, Sunan Abi Dawood, al maktaba al A'asriay, Beirut, 3/170
5. Ibidi 3/83
6. Al damishqi, Ismail bin Umer bin Kathir, al Bidaya wa al nihay, darul Fikar, Beirut, 1986, 7/39
7. Al bakri, Abdullah bin Abdul Aziz bin Muhammad, al masalik wa al mamalik, darul gharab al Islami, Beirut, 2/781
8. Taqi Usmani, Muft, dunia mere aage, maktaba ma'arif al Quran, Karachi, 2010, p16
9. Wikipedia, org/ accessed 13 May 2019
10. Al Katani Ali bin Muhammad al Muntasar billah,inbia'as al Islam fil undulas, darul kutub al ilmia, 1426h, p29
11. Donini, Guido, History of Goths, Vandals and Suevi, Brill, 1970, p3
12. H. V. Livermore, The Origins of Spain and Portugal, Cambridge University Press, 1971, pp86-88
13. Nadavi, Riyasat Ali, Tarikh e Undulas, Darul Shaoor, Lahore, 2013, pp16
14. Ib al Qutawia, Tarikh iftitah al undula,Kholian rabira, 1926, pp.38
15. www.searchtruth.com/hijri/ accessed 19 June 2019
16. Mehar, Ghulam Rasool, Mukhtasar Tarikh e Islam, Mushtaq book corner, Lahore, 2011, pp. 224
17. Hitti, Philip, History of the Arabs,Red Glob Publisher, New York, 2002, pp. 555

18. Jang, zulqadar, khilafat e undulas, Mushtaq book corner, Lahore, 2001, pp.349
19. Nadavi, Riyasat Ali, Tarikh e Undulas, Darul Shaoor, Lahore, 2013, pp. 27
20. Ibid
21. Khalil Ibrahim al Samari, Tarikh al Arab wa hazarathim fil undulas, darul kutub al jaded, Beirut, 2001, pp. 16
22. Haq, Mazhar ur, A Short History of Muslims Spain, Book land publishers, Lahore, 1988, pp. 6,7
23. Shahabi, intizamullah, salatin e undulas, maktaba Faridi, Karachi, 1956, pp. 13
24. Nadavi, Riyasat Ali, Tarikh e Undulas, Darul Shaoor, Lahore, 2013, pp. 28
25. Khan, Qudratullah, Islami haspania, 1978, pp. 63
26. Muhammad, Ahmad Syed, Tarikh e spain, Mushtaq book corner, Lahore, 2010, pp. 574
27. Goitein, Jes and Arabs, Schochen Book, New York, 1074, pp. 62
28. Muhammad, Ahmad Syed, Tarikh e spain, Mushtaq book corner, Lahore, 2010, pp. 576, 577
29. Shahabi, intizamullah, salatin e undulas, maktaba Faridi, Karachi, 1956, pp. 13
30. Zulqadar, khilafat e undulas, pp. 376
31. Shahabi, intizamullah, salatin e undulas, maktaba Faridi, Karachi, 1956, pp. 91
32. Ibid, pp. 190
33. Lane- people, Stanly, The Story of the Moors in Spain, G. P. Putnam’s sons, New York, 1898, pp. 90
34. Haq, Mazhar ur, A Short History of Muslims Spain, Book land publishers, Lahore, 1988, pp. 6,7
35. Goiteing, Jews and Arabs, pp. 62
36. Magnus, Katie, Outlines of Jewish History, Jewish Publications society, Philadephia, 1980, pp. 130
37. Ibid, pp. 130
38. Ashtor, The Jews of Moslem Spain, Jewish Publications society, Philadephia, 1973, pp. 388
39. Goiteing, Jews and Arabs, pp. 125

40. Cobb, Stanwood, Islamic contribution to civilization, Avalon Press, New York, 1963, pp. 37
41. Muhammad Ahmad, Tarikh e Sapain, pp. 568
42. Jayyusi,Salma Khadra, The legacy of Muslim Spain, pp. 188
43. Magnus, Katie, Outlines of Jewish History, pp. 132
44. Jayyusi, Salma Khadra, The Legacy of Muslim Spain, pp. 192
45. Wiipedia. Org. accessed, 21 June 2019
46. Daiches, Samuel, The Study of the Talmud in Spain, R. Mazin &co. ltd, 1921, pp. 29,30
47. Ashtor, The Jews of Moslem Spain, pp. 72
48. Cohen, Mark, R. Under Crescent and Cross: The Jews in the middle Ages, Princeton University Press, New Jersey, 1995, pp.3
49. Goitein, Jes and Arabs, pp. 125
50. Magnus, Katie, Outlines of Jewish Histroy, pp. 136
51. Gustawli ban, Tamaddan e Arab, al Faisal Nashiran, Lahore, pp. 330
52. Burns, Islam under the Crusader, University of Miami Press, 1974, pp. 238
53. Lane-poole, Stanley, The Story of the Moors in Spain, pp. 280
54. Brifalt, Robert, Tashkil e insaniat, majlis e taraqi e adab, 1994, pp. 254
55. Ibid
56. Shahabi, intizamullah, salatin e undulas, maktaba Faridi, Karachi, 1956, pp. 47
57. Zulqadar, khilafat e undulas, pp. 376
58. Muhammad Ahmad, Tarikh e Spain, pp. 577
59. Shahabi, intizamullah, salatin e undulas, maktaba Faridi, Karachi, 1956, pp. 190
60. Arnodl, T. W., The Preaching of Islam, Constable and company, London, 1913, pp. 135
61. Shahabi, intizamullah, salatin e undulas, maktaba Faridi, Karachi, 1956, pp. 51
62. Arnodl, T. W., The Preaching of Islam, Constable and company, London, 1913, pp. 135
63. Shahabi, intizamullah, salatin e undulas, maktaba Faridi, Karachi, 1956, pp. 91
64. Khan, Qudratullah, Islami Haspania, pp. 48
65. Lane-poole, Stanley, The Story of the Moors in Spain, pp. 90

66. Burq, Ghulam Jilani, Erurope par Islam ke Ihsan, al Faisal Nashiran, Lahore, 2011, pp. 133
67. Muhammad Ahmad, Tarikh e Spain, pp. 568
68. Ibid, 572
69. Ashtor The Jews of Moslem Spain, pp. 72
70. Wikipedia.org accessed 21 June 2019